کرتا ہے کہ مصر کی طویل تاریخ یہ بتاتی ہے کہ قدرتی طور پر مصر دو صفتوں سے متصف ہے۔ ایک طرف سرکشی اور تشدد کی صفت اور دوسری طرف مسکنت اور خوشامد کی صفت۔ اس قدرتی صفت کا ماخذ مصنف نے دریائے نیل کو قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ دریائے نیل کی طغیانیاں گو ہلاکت خیز ہیں مگر مصر کی شادابی بھی اس کی طغیانیوں کی مرہون منت ہے۔ چنانچہ مصری مٹی کی یہ خاصیت اس کے باشندوں کے خمیر میں بھی شامل ہے۔ مصنف اس کا نتیجہ یہ نکالتا ہے کہ مصر کی طبعی خاصیت یہ تقاضا کرتی ہے کہ ملک کے اندر مضبوط اور سخت گیر حکومت وجود میں آئے اور وہ اگر سرکش بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ عوام پر لازم ہے کہ وہ بخوشی اپنی بیشتر آزادیوں سے دستبردار ہو کر برتر نظام کے آگے سر تسلیم خم کر دیں جو تمام باشندوں کے اندر انصاف کو مساویانہ طور پر تقسیم کرے، جس طرح نیل کی طغیانی پانی کو مساویانہ تقسیم کر جاتی ہے۔ مصنف اسی نظریے کے تحت یہ بھی ثابت کر جاتا ہے کہ اگر فرعون نے یہ دعویٰ کر دیا تھا کہ میں خدا ہوں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ دریا کا یہی خاصا ہے۔ مصنف کی فرعون پرستی یہاں تک جوش مارتی ہے کہ وہ برملا کہہ دیتا ہے کہ ہمارے ماضی کے اندر ایسی کوئی چیز نہیں ملتی جس سے ہم برات کا اظہار کریں اور نہ حال کے اندر کوئی ایسی قباحت پائی جاتی ہے جس سے ہم نادم ہوں۔ جمال حمدان مصری عوام کے دلوں میں یہ بات اتارنا چاہتا ہے کہ اگر تم خالص مصری الاصل ہو تو تمہیں اس آمرانہ نظام پر نہ صرف صبر و شکر کرنا چاہیئے جو اس وقت تمہاری گردنوں پر سوار ہے بلکہ اسے تاریخ کا تقاضا، فطرت کا فیصلہ اور جدلی مادیت کا مظہر سمجھنا چاہیئے بلکہ دوسرے لفظوں میں یہ تمہارے محبوب دریائے نیل کی طلب ہے۔ اور دریائے نیل کی طغیانی ہزارہا برس سے انسانی قربانی کی پیاسی چلی آ رہی ہے۔

دنیا کے قومی لیڈر اور اہل قلم تو اپنے ہم وطنوں کو حریت اور ترقی کا درس دیتے ہیں مگر یہ مصری مصنف اپنی قوم کو غلامی اور مسکنت اور بے حوصلگی کا سبق دے رہا ہے

اسلامی معاشرے کی تضحیک | کویت کے مجلة العربی نے اپنے ادبی و طباعتی معیار کا سکہ تمام عرب دنیا سے منوا رکھا ہے۔ اس کی ماہانہ اشاعت ۵ لاکھ تک پہنچ گئی۔ فکری طور پر یہ پرچہ نوجوان ذہن

کے اندر عرب قوم پرستی، آوارگی اور آزاد خیالی کے نقوش کندہ کر رہا ہے۔ پہلے اس نے علامہ اقبال پر حملے کیے۔ اور پھر صحیح بخاری کو اپنی تنقید کا ہدف بنا لیا۔ اور بخاری کی احادیث کے بارے میں تشکیک کی مہم برپا کر دی۔ مگر علمائے عرب نے اس کا مسکت جواب دیا۔ اب اس نے پھر اسلامی شعائر کے لتے لینے شروع کر دیئے ہیں، اور عورت کے اسلامی پردہ کو "غیر اسلامی" ثابت کرنا شروع کر دیا ہے اور اس کی آڑ میں اسلامی معاشرت کے بہت سے پہلو مجروح کیے جا رہے ہیں۔ عرب علماء کی طرف سے گو اس نئے فتنے کا بھی سدِباب کرنے کی کوشش ہو رہی ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ عرب مفکرین اُن صہیونی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے بجائے جو عربوں کی طاقت کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہی ہیں اسلام اور اسلامی شعائر سے نوجوانوں کو برگشتہ کرنے کی مہم کیوں چلا رہے ہیں؟ کیا ایسا تو نہیں ہے کہ ان کا یہ رویہ بھی دانستہ یا نادانستہ کسی صہیونی اسکیم کا شاخسانہ ہو؟

"اسلام انسانیت کا دشمن ہے" جنوبی عرب کو انگریزوں سے آزاد ہوئے جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں گزرے ہیں مگر وہاں بھی یکایک اسلام کے خلاف طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ سنہ کا سورج طلوع ہوتے ہی وہاں کی حکمران جماعت قومی محاذ (الجبھۃ القومیۃ) نے عدن کے علماء اور اسلام پسند عناصر کی پکڑ دھکڑ شروع کر دی ہے۔ عدن کے نامور عالمِ دین شیخ محمد سالم بیجانی اور متعدد افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ کسی پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اُس کا تعلق اخوان المسلمون سے ہے اور کسی کو سعودی عرب کا ایجنٹ کہا جا رہا ہے۔ اسلامی مراکز بند کر دیئے گئے ہیں اور اسلامی لٹریچر ضبط کیا جا رہا ہے۔ عدن کے قومی محاذ کا ایک نشریہ اس پس منظر کی غمازی کرتا ہے۔ اس نشریہ میں علمائے اسلام اور اسلام کی حمایت میں آواز اٹھانے والوں کو خطاب کر کے کہا گیا ہے:

> "اے انسانیت کے دشمنو! اسلام کی حمایت میں تمہارے گلے پھٹ رہے ہیں۔ یہ اسلام جو انسانیت کا دشمن ہے بوسیدہ ہو چکا ہے اور داستانِ پارینہ بن چکا ہے تمہارا یہ شور و غل کمیونزم اور مارکسزم اور لینن ازم کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔"

(ہفت روزہ نداء الجنوب، شمارہ ۱۲ فروری ۱۹۷۰ء)